ڈاکٹر معین الدین عقیل*

میر تقی میر کا غیر مطبوعہ دیوانِ ہفتم

دریافت و انکشاف

Abstract: *Mir Taqi Mir was a prominent poet of Urdu and Persian languages. He has written a bulk of poetry which is available in his six huge volumes and are published several times from different places in South Asia. Different scholars and specialists interested in Mir's poetry have compiled and published his poetry and have edited and compiled his all six volumes with much sincerity and due research. But recently the author of this article Dr. Moinuddin Aqeel has discovered a very rare and unknown the seventh volume of Mir's poetry that nobody had known to it ever. It is preserved in the Library of International Islamic University, Malaysia's Institute of Islamic Civilization and Thought in the collection of Abdur Rehman Barker .*

This article is an introduction of its manuscript which will introduce this treatise to the lovers of Mir and to the readers of classical Urdu poetry at large..

میر تقی میر (۱۷۲۴ء-۱۸۱۰ء) اردو کے صفِ اول کے شاعر ہیں، جن کی شاعری اور ان کے حالاتِ زندگی اور عہد پر مطالعات و تحقیقات کی کمی نہیں اور ہر ہر پہلو اور حوالے سے ان کی شاعری اور شخصیت و عہد موضوعِ مطالعہ بنتے رہے ہیں اور وقیع مطالعاتِ تنقید و تحقیق ہر سطح پر متنوع صورتوں میں سامنے آتے رہے ہیں، کہ جن کا ذکر و احاطہ، جن کا ارادہ بھی کیا جائے تو آسان بھی نہیں۔احوال و آثار کے مطالعات پر جہاں متعدد معیاری کوششیں سامنے آئی ہیں وہیں کلام بھی، جس میں فارسی کلام بھی الگ سے قابلِ ذکر ہے، گزشتہ دوسو سال کے عرصے میں اپنی مثالی مقبولیت کے سبب بارہا جستجو و تلاش و تحقیق کے بعد مختلف صورتوں میں شائع ہوتا رہا ہے۔اردو و فارسی کلام کے ضمن میں "کلیاتِ میر" (اردو) اور "دیوانِ میر" (فارسی) تو بارہا شائع ہوئے ہیں، جن کی اشاعت کے لیے متعدد محققین اور اداروں نے تحقیق و تدوین کے معیاری اصولوں کے مطابق قابلِ قدر متون مرتب کیے ہیں اور ان کے علاوہ ان کی نثری تصانیف: "ذکرِ میر"(۱) "فیضِ میر"(۲) اور "تذکرہ نکات الشعرا"(۳) ان ہی اصولوں کے تحت مختلف وقتوں میں مختلف مقامات سے تدوین یا ترجمے کے بعد شائع ہوتی رہی ہیں۔ان کے علاوہ میر کی ایک غیر معروف تصنیف "مجموعِ نیاز" بھی تھی جس کو پہلے پہل جرمن مستشرق الوئیس اشپرنگر (۱۸۱۳ء-۱۸۹۳ء) نے اپنے مرتبہ کیٹیلاگ A Catalogue of the Arabic, Persian and Hindustani Manuscripts of the Libraries of The Kings of Oudh (۴) کے توسط سے اردو دنیا سے متعارف کرایا

* بی-۲۱۵-بلاک ۱۵، گلستانِ جوہر، کراچی

جو دراصل میر کی ایک فارسی بیاض تھی، جو فارسی شاعروں کے اشعار کے انتخاب پر مبنی تھی اور جس میں مختلف موضوعات پر فارسی شاعروں کے اشعار کا انتخاب شامل کیا گیا تھا۔اس میں صرف فارسی شاعروں کے نام اور ان کے اشعار درج کیے گئے تھے، شاعروں کے حالات تحریر کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔غالباً میر کا مقصد اردو شاعروں کے ان کے مرتبہ و معروف تذکرہ "نکات الشعرا" کی طرح ایسی ہی کوشش کے ذیل میں فارسی شاعروں کا تذکرہ لکھنا مقصد رہا ہو جو نامکمل رہ گیا۔میر کی یہ کوشش غیر مطبوعہ رہ گئی اور ایک مخطوطے کی صورت میں یہ کینیڈا کے ایک معروف و ممتاز اردو مستشرق عبدالرحمٰن بارکر (۱۹۲۹ء۔۲۰۱۲ء) کی ملکیت میں کینیڈا چلی گئی جہاں سے یہ عبدالرحمٰن بارکر کے ذخیرۂ کتب کے ساتھ کوالالمپور (ملیشیا) کی 'انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی' کے ادارے International Institute of Islamic Civilization and Thought کے کتب خانے میں ذخیرۂ عبدالرحمٰن بارکر میں محفوظ ہے (۵)۔راقم الحروف نے اس لائبریری کے اس ذخیرے سے خاصا استفادہ کیا ہے اور میر کی مبینہ تصنیف: 'مجموع نیاز' کا بھی بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور اپنے ایک مقالے: "میر تقی میر: ایک گم شدہ بیاض کی دریافت" میں اس بیاض کا تعارف تحریر کیا ہے (۶)۔

اسی استفادے کے دوران میر کے دواوین کا علم بھی مجھے ہوگیا تھا لیکن میں نے، وقت کی کمی کے پیشِ نظر اپنے سامنے میر کی حد تک صرف "مجموع نیاز" کو اپنے جائزے و مطالعے کا موضوع بنائے رکھا اور دواوین کے بالاستیعاب مطالعے سے گریز کیے رکھا اور ساری توجہ وقت کی گنجائش کے مطابق "مجموع نیاز" تک ہی مرکوز رکھی۔بعد میں جب اس لائبریری کے کیٹیلاگ کا بغور جائزہ لیا تو پتا چلا کہ دیگر متعدد مقامی و عالمی کتب خانوں کی طرح ملیشیا کے مذکورہ بالا کتب خانے میں میر تقی میر کی فارسی تصنیف "مجموع نیاز" کے علاوہ میر کے جو اردو دواوین محفوظ ہیں، ان میں ایک "دیوانِ ہفتم" بھی ہے (۷)، جس کے سبب میرا چونکنا عین فطری تھا کیوں کہ مجھے یہی پتا تھا کہ میر کے اردو کلام کے تو چھے دیوان ہیں جو مختلف صورتوں میں، بالعموم کلیات کی صورت میں یک جا ہی خام اور ساتھ ہی تحقیقی و تدوینی تقاضوں کے تحت مرتبہ بھی چھپتے رہے ہیں، لیکن ملیشیا کے مذکورہ کتب خانے میں مذکورہ کیٹیلاگ کے مطابق "دیوانِ میر" کی تیسری جلد میں "دیوانِ ہفتم" بھی الگ سے موجود ہے! اس کتب خانے میں موجود میر کے دواوین کی تفصیل یہ ہے:

"دیوانِ میر" جلد سوم، مخطوطہ نمبر ۲۶۵، مشتمل بر تین جلدیں:

جلد اول، مکتوبہ ۱۷/ رجب، ۱۲۴۹ھ مطابق ۰۳/ نومبر ۱۸۳۳ء؛

جلد دوم، مکتوبہ ۹/ ربیع الاول، ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۶/ جولائی ۱۸۳۴ء؛

جلد سوم، یہ جلد پچھلی دو جلدوں سے مختلف ہے جو چار جلدوں:

جلد چہارم، جلد پنجم، جلد ششم، جلد ہفتم کا مجموعہ ہے۔

یہ جلد سوم اس لیے اہم بل کہ سب سے اہم یوں ہے کہ یہ ان جلدوں: چہارم، پنجم، ششم پر مشتمل ہے جو معروف اور مطبوعہ ہیں لیکن ایک آخری جلد ہفتم پر بھی مشتمل ہے جو تاحال غیر مطبوعہ ہے اور اب تک غیر معروف بھی رہا ہے۔ یہ ایک اہم دریافت اگر نہیں تو ایک انکشاف ضرور تھا اور اس کے وجود اور اس کی نوعیت اور اس میں شامل کلام سے ادب دوستوں اور خاص طور پر شائقینِ میر کا واقف ہونا ضروری سمجھ کر میں نے اسے کسی طرح حاصل کرکے اپنے طور پر پیش کرنے کا ارادہ کرلیا لیکن میں اس کے بعد ہی سے یہاں اپنی آئے دن کی مصروفیات کے سبب، جو بالعموم روز افزوں ہی رہیں، خود ملیشیا جانے کے لیے وقت نہ نکال سکا اور گھر بیٹھے ہی جو جو ذرائع ممکن تھے اختیار کرتے ہوئے اس کے عکس کے حصول کی جستجو اور کوشش میں رہا۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ میں اپنے عزیز اور دیرینہ دوست محمد سہیل عمر کا ممنون ہوں جو کچھ عرصہ پہلے کوالالمپور میں انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی سے منسلک رہے ہیں اور اب تک اپنا ایک حلقہ وہاں رکھتے ہیں، انھوں نے میری گزارش پر اپنے تعلقات کو استعمال کیا اور اپنے دوست ڈاکٹر عثمان بکر کی کوششوں اور زحمتوں کے نتیجے میں بالآخر اس کا ایک عمدہ عکس حاصل کرلیا جس پر میں ان دونوں کرم فرماؤں کا بے حد ممنون و شکرگزار ہوں۔ ایک درمیانی عرصے میں میرے ایک دیرینہ کرم فرماڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی، مقیم ٹوکیو نے کوالالمپور کے اپنے ایک سفر کے دوران انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی کے پروفیسر محمد ممتاز علی صاحب کے تعاون سے، اور ان کے ساتھ ڈاکٹر جنید مغل بھی اس عکس کے حصول کی کوشش کرتے رہے لیکن افسوس کہ اس کتب خانے کے کیٹیلاگ میں مطلوبہ مخطوطے کا اندراج مناسب نہ ہونے کے سبب وہ اصل مخطوطے تک نہ پہنچ سکے اور جو عکس انھوں نے ممکنہ مخطوطے کا بنایا وہ محنت کے ضیاع کا سبب بن گیا۔ چناں چہ وہ مطلوبہ نسخے کا عکس حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے، لیکن میں ان دونوں کا اور ان کے خلوص و زحمت پر بھی بے حد شکر گزار ہوں۔

مجھے خوشی ہے کہ بالآخر "دیوان ہفتم" کاجو ایک عمدہ عکس اپنے دوستوں اور کرم فرماؤں کی توجہ اور زحمتوں کے نتیجے میں مجھے حاصل ہوا ہے، جس کااب تعارف پیشِ نظر ہے اورممکنہ وقت میں اس کا کل متن بھی منظرِ عام پر لانا ایک مقصود رہے گا۔

جلد سوم میں شامل جلدوں: دیوان چہارم، پنجم، ششم اور ہفتم کی تواریخ کتابت اور ان کے صفحات نمبرالگ الگ انفرادی متون کے ساتھ شمار کیے گئے ہیں، جن کی معروضی تفصیل یہ ہے:

دیوانِ چہارم: مرقومہ: ۱۰/ جمادی الثانی، ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۴/ اکتوبر ۱۸۳۴ء، صفحات: ۱ الف تا ۹۵ ب؛

دیوانِ پنجم: مرقومہ: ۱۶/ شعبان، ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸/ دسمبر ۱۹۳۴ء، صفحات: ۶۲ب تا ۱۱۵ الف؛

دیوان ششم: مرقومہ: ۵/ رمضان ۱۲۵۰ھ مطابق ۵/ جنوری ۱۸۳۵ء، صفحات ۱۱۶ب تا ۱۶۳ الف؛

دیوان ہفتم: مرقومہ: ۱۵/ رمضان ۱۲۵۰ھ مطابق۱۴/ جنوری ۱۸۳۵ء، صفحات ۱۶۴ الف تا ۱۹۳ الف۔

فہرست سازنے اگر چہ فہرست میں ہر دیوان کے صفحات نمبردرج کیے ہیں لیکن دیوان ہفتم میرے پیش نظر ہے اور اس کا عکس بھی خاصاصاف شفاف ہے لیکن اس سارے مخطوطے اور اس کے صفحات پر مجھے صفحات نمبر کہیں لکھے نظر نہیں آرہے ہیں۔ممکن ہے صفحات نمبر بہت ہلکی روشنائی یا پنسل سے لکھے گئے ہوں جو اب معدوم ہوگئے ہیں یا عکس بندی میں نہیں آسکے۔میں نے اس پر اپنے قلم سے صفحات نمبر۱ تا ۵۸ تحریر کیے ہیں جب کہ آخری صفحہ ۵۸ سادہ ہے اور ۵۷ پر صفحہ ۵۶ کی آخری غزل کا یہ مقطع ہے:

آنکھوں کی خونابہ فشانی دیکھیں میر کہاں تک یہ
زردہمارے رخساروں پرہردم خون بہا جاوے

اور اس کے نیچے ترقیمہ تحریر ہے،جو یہ ہے:

تمت تمام شددیوان ہفتم میر تقی مغفورمتخلص بمیرشاہجہان آبادی
بخط حقیر فقیر کلب علی خان عرف کالے خان، تحریر فی التاریخ

بست و نہم شہر رمضان المبارک، یوم پنجشنبہ ۱۲۵۰ھ۔

ہر کہ خواند دعا طمع دار م   زاں کہ من بندۂ گنہگارم
کاروبار من مکن قہر و عتاب   گر خطائے رفتہ باشد درکتاب
گر خطائے رفتہ را تصحیح کن   از کرم واللہ عالم بالصواب

تعجب یہ ہے کہ میر جیسے معروف و مقبول شاعر کی جب اکثر شعری و نثری تصانیف دستیاب رہی ہیں اور انیسویں صدی کے نصف آخر سے شائع بھی ہونے لگی تھیں اور کلیات تو مطبع نول کشورسے بارہا شائع ہوا ہے،جس میں چھے دیوان شامل رہے ہیں لیکن ساتواں دیوان جو ۱۸۳۴ء۔۱۸۳۵ء میں دستیاب اور معلوم و معروف دواوین کے ساتھ باہم مجلد رہاہے، دیگر دواوین کے ساتھ تاحال شائع کیوں نہ ہوا؟ لیکن اس سوال سے قطع نظر دیوان کے سرعنوان لفظ"منتخب" کا استعمال عمومی روایت سے ہٹ کر اور ایک مختلف مثال ہونے کے سبب کچھ حیران کُن بھی ہے۔اس کا عقدہ متن کے بغائر نظر مطالعے کے بعد یوں کھلتا ہے کہ دراصل یہ کوئی متداول اور سلسلہ وار دیوان کا ایک حصہ نہیں بل کہ یہ اس وقت کی عام

روایت سے بالکل مختلف ایک ایسی مثال ہے کہ جس کے ذیل میں میر نے اپنے کُل اردو کلام یا اپنے اردو دواوین کا ایک انتخاب خود کیا اور اپنے چھے دواوین میں شامل غزلوں سے ۱۴۹ غزلیں اپنے کسی معیار سے منتخب کر کے یوں ایک علیحدہ یا مستقل انتخاب ترتیب دیا اور اسے اپنے سلسلۂ دواوین کی ساتویں جلد سے موسوم کیا ہے۔ظاہر ہے کہ یہ اس زمانے میں ایک مختلف و منفرد کوشش تھی کہ اس طرح کے انتخاب کی کوئی اور مثال شاید موجود نہیں یامیرے علم و حافظے میں موجود نہیں جیسی کہ آج یا بل کہ انیسویں صدی کے آغاز سے عام ہوئی ہے اور آج بہت عام اور مقبول ہے۔

یہ انتخاب کل۵۶اوراق اور ۱۴۹ غزلوں پر مشتمل ہے جب کہ ان ہی غزلوں میں ایک دو غزلیں مکمل نہیں ان کے دو یا تین شعر ہی نقل کیے گئے ہیں۔یہاں اس موقع پر محض ایک تعارف کی خاطر اس دیوان میں شامل غزلوں کے مطلعے نقل کیے جاتے ہیں۔مکمل دیوان کی پیش کش بھی راقم کے منصوبے میں شامل ہے تاکہ میر کے شائقین میر کے اپنے ذوق و پسند کو بھی جان سکیں۔غزلوں کے محض مطلعے یہ ہیں:

۱۔ الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا	دیکھا اس بیماریِ دل نے آخر کام تمام کیا،ص ۱
۲۔ دل سمجھا نہ محبت کو کچھ ان نے کیا یہ خیال کیا	خون ہوا سب بہہ گیا عشق نے حسن وجمال کیا،ص۲
۳۔ عشق تو ہے رسوائیِ عالم باعث ہے رسوائی کا	میل دلی اس خود سر سے ہے جو مائل ہے خدائی کا،ص۲
۴۔ دور بہت بھاگو ہو ہم سے سیکھ طریق غزالوں کا	وحشت کرنا شیوہ ہے کیااچھی آنکھوں والوں کا،ص ۲
۵۔ کیا پوچھو ہو کیا کہیے میاں دل نے بھی کیا کام کیا	عشق کیاناکام رہا آخر کو کام تمام کیا،ص۳
۶۔ عشق کیا سو دین گیا ایمان گیا اسلام گیا	اس نے ایسا کام کیا کچھ جیسے میں ناکام گیا،ص ۳
۷۔ آج ہمارا دل تڑپے ہے، کوئی ادھر سے آوے گا	یا کہ نوشتہ ان ہاتھوں کا قاصد ہم تک لاوے گا،ص۴
۸۔ شیخ حرم سے لڑکے چلاہوں اب کعبے میں نہ آؤں گا	تابت خانے ہر دم اوپر سجدہ کرتا جاؤں گا،ص۴
۹۔ کیسی سعی حوادث نے کی آخر کار ہلاک کیا	کیا کیا چرخ نے چکر مارے پیس کے مجھ کو خاک کیا،ص ۴
۱۰۔ عشق صمد میں جان گئی وہ چاہت کا ارمان گیا	تازہ کیا پیمان صنم سے دین گیا ایمان گیا،ص۵
۱۱۔ دل تڑپے ہے جان کھپے ہے حال جگر کا کیاہوگا	مجنوں مجنوں لوگ کہیں ہیں مجنوں کیا ہم سا ہوگا،ص ۵
۱۲۔ عشق بلا پر شور و شر نے جب میدان میں خم مارا	پاک ہوئی کشتی عالم کی آگے کن نے دم مارا،ص۵
۱۳۔ پھرتے پھرتے اس کے لیے میں آخر دشت نورد ہوا	دیکھ وہ آنکھیں سرمہ آگیں بہر دنبالہ گرد ہوا،ص ۶
۱۴۔ عشق کیے پچھتائے ہم تو دل نہ کسی سے لگانا تھا	جیدھر ہو وہ منہ نکلا اس راہ نہ ہم کو جانا تھا،ص ۶
۱۵۔ ایک نہ خواہش بر آئی نہ دل کاغبار نکل نکل جاتا	کاش کہ آہو چشم اپناآنکھوں کو پاؤں سے مل جاتا،ص ۶

۱۶۔ کیا کیا عشق میں رنج اٹھائے دل اپنا سب خون ہوا
کیسے رکتے ہیں جنگل میں آخر کار جنون ہوا،ص۷

۱۷۔ کچھ اندیشہ ہم کو نہیں ہے اپنے حال کے درہم کا
آئینہ بھی رہتاہے روتا اس کی دوری کے غم کا،ص ۷

۱۸۔ زار رکھا بے حال رکھا بے تاب رکھا بیمار رکھا
حال رکھا تھاکچھ بھی ہم نے عشق نے آخرمار رکھا،ص ۷

۱۹۔ میں جو نظر سے اس کی گیاتو وہ سرگرم کار اپنا
کہنے لگا چپکاسا ہوکر ہائے دریغ شکار اپنا،ص ۸

۲۰۔ ترک لباس سے میرے کیا وہ رفتہ ہے رعنائی کا
جا مے کا دامن پاؤں میں الجھا ہاتھ اکل کلائی کا،ص۸

۲۱۔ خوب کیا جو اہل کرم کی جود کا کچھ نہ خیال کیا
ہم جو فقیر ہوئے توپہلے اس نے ترک سوال کیا،ص۸

۲۲۔ خون نہ ہو اول چاہیے جیسا کو اب کام سے جاوے گا
کام اپنے وہ کیا آیاجو کام ہمارے آوے گا،ص۹

۲۳۔ دل کو کہیں لگنے دو میرے کیا کیا رنگ دکھاؤں گا
چہرے سے خوناب ملوں گا پھولوں سے گل کھاؤں گا،ص۹

۲۴۔ زار کیا بیمار کیااس نے کیا آزار کیا
داغ سے تن گل زار کیااور آنکھوں کو خوں بار کیا،ص۹

۲۵۔ چاہت کا اظہار کیا سو اپنا کام خراب ہوا
اس پردے کے اٹھ جانے سے اس کو ہم سے حجاب ہوا،ص۱۰

۲۶۔ تاب عشق نہیں ہے دل کوجی بھی بے طاقت ہے اب
یعنی سفر ہے دور کا آگے اور اپنی رخصت ہے اب،ص۱۰

۲۷۔ کب سے صحبت بگڑی ہے کیوں کر کوئی بتاوے اب
ناز و نیازکا جھگڑا ایسا کس کے کنے لے جاوے اب،ص۱۰

۲۸۔ کاوش سے ان پلکوں کی رہتی ہے خلش سی جگر میں اب
سیدھی نظر جو اس کی نہیں ہے یاس ہے اپنی نظر میں اب،ص ۱۱

۲۹۔ سارے جتنے نظر آتے ہیں دیکھو توعیار ہیں سب
زردوزاروزبون جو ہم ہیں چاہت کے بیمار ہیں سب،ص۱۱

۳۰۔ دل کے گئے بے کس کہلائے ایسا کہاں ہم دم ہے اب
کون ایسے محروم غمیں کا ہم رازومحرم ہے اب،ص ۱۱

۳۱۔ زرد ہے چہرہ سوکھ گئے ہیں یعنی ہیں بیمار بہت
عشق کی گرمی دل کو پہنچی کہتے ہیں آزار بہت،ص۱۲

۳۲۔ چپکے کھڑا ٹکڑے ہوتا ہوں ساری ہے الفت کی بات
تیغ نے اس کی کیا ہے قسمت یہ بھی ہے قسمت کی بات، ص۱۲

۳۳۔ اس نے کام کیاہے ضائع دل بر ہے دل خواہ بہت
قدر بہت ہی کم ہے دل کی پر دل میں ہے چاہ بہت،ص۱۲

۳۴۔ باد صبانے اہل چمن میں اس چہرے کی چلائی بات
اس لب و لہجے پر بلبل کو اس کے آگے نہ آئی بات،ص۱۳

۳۵۔ جب سے آنکھیں لگی ہیں ہماری نیند نہیں آتی ہے رات
تکتی راہ رہی ہیں ان کی آنکھوں میں جاتی ہے رات،ص۱۳

۳۶۔ حال براہے تم کو ہم سے اتنی کیا غفلت ہے آج
کوئی گھڑی تو پاس رہو یاں پھر دن کی فرصت ہے آج،ص۱۳

۳۷۔ ہم تو لب خوش رنگ کو اس کے مانا لعل احمر آج
اورغرور سے ان نے ہم کو جانا کنکر پتھر آج،ص۱۴

۳۸۔ کس تازہ مقتل پہ کشندے تیرے ہوا ہے گزارا آج
زہ دامن کی بھری ہے لہو سے کس کو تونے مارا آج،ص۱۴

۳۹۔ شہر سے یا رسوار ہوا جوسواد گرد و غبار ہے آج
دشتی وحش وطیر اس کی سر تیزی ہی میں شکار ہے آج،ص۱۵

۴۰۔ اس کے رنگ کھلاہے شایدکوئی پھول بہار کے بیچ
شور پڑا ہے قیامت کا سا چار طرف گل زار کے بیچ،ص۱۵

۴۱	آج ہمیں بدحالی سی ہے حال نہیں ہے جان کے بیچ	کیا عاشق ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے جہان کے بیچ،ص۱۶
۴۲۔	فصل گل میں اسیر ہوئے تھے من کی ہی رہی من کے بیچ	اب یہ ستم ہے تازہ ہم پر قید کیاہے چمن کے بیچ،ص۱۶
۴۳۔	وہ تو بادیٔ گلشن خوبی دشت سے رکھی ہے نرالی طرح	شاخ گل ساجائے ہے لہکا اون نے نئی یہ ڈالی طرح،ص۱۷
۴۴۔	ان سے نہ الفت ہو مجھ کوتو ہوئے نہ میرا چہرہ زرد	ہاتھ نہ رکھوں دل پر میں تو مجھ پہ ملا ہے قیامت درد،ص۱۷
۴۵۔	کچھ تو میر بتاؤ ہم کو دل ایسا ہے زرد آلود	خاک اڑائی کہاں تک پھر کے چہرہ ہے سب گرد آلود،ص۱۷
۴۶۔	اپنے موئے بھی رنج و بلاہے ہمسایوں کی جانوں پر	کیا کیا سینہ زنی رہتی ہے درد و غم کے فسانوں پر،ص۱۷
۴۷۔	تجھ کو ہے سوگند خدا کی میری اور نگاہ نہ کر	چشم سیاہ ملاکریوں ہی مجھ کوخاک سیاہ نہ کر،ص۱۸
۴۸۔	کل سے دل کی کل ہے بگڑی جی مارا ہے بے کل ہوکر	آج لہو آنکھوں میں آیا دردو غم سے رورو کر،ص۱۸
۴۹۔	عشق ہماراخون کرے ہے دل نہیں رہتا یار بغیر	وہ گھر سے نہیں اپنے نکلتا دم بھر بھی تلوار بغیر،ص۱۸
۵۰۔	اس بستر افسردہ کے گل خوشبو ہیں مرجھائے ہنوز	اس نکہت سے موسم گل میں پھول نہیں یاں آئے ہنوز،ص۱۸
۵۱۔	کب سے آئے کہتے ہیں تشریف نہیں لاتے ہیں ہنو ز	آنکھیں موندی اب جاچکے ہم وے دیکھو تو آتے ہیں ہنوز،ص۱۹
۵۲۔	کیا کیا تم نے ہم سے کہا تھاکچھ نہ کیا افسوس افسوس	کیا کیا کڑھایا جی سے مارا لوہوپیا افسوس افسوس،ص۱۹
۵۳۔	عالم علم سے اس عالم میں ہر لحظہ طاری ہے فیض	ہے معلوم کہ عالم عالم پھر یاں وہ جاری ہے فیض،ص۱۹
۵۴۔	لطف جو انی کے ساتھ گئے پیری نے کیا ہے کیا محظوظ	کیوں کہ جیئیں یارب حیرت بے مزہ ایسے نامحظوظ،ص۱۹
۵۵۔	کیا جھمکا فانوس میں اپنا دکھلاتی ہے دور سے شمع	وہ منہ تک اودھر نہیں کرتاداغ ہے اس کے غرور سے شمع،ص۲۰
۵۶۔	کیا کہیے میں اب کے جنوں میں سینہ ے اپنا یکسر داغ	ہاتھ گلوں سے گلدستے ہیں شمع نمط ہے سر پر داغ،ص۲۰
۵۷۔	ہم کو شہر سے اس مہ کے ہے عزم راہ دروغ دروغ	یہ حرکت تو ہم نہ کریں گے خانہ سیاہ دروغ دروغ،ص۲۰
۵۸۔	دیکھ نہ ہر دم اے عاشق قاتل کی تیغ جفا کی طرف	کوئی نظر کرحسرت آگیں اس کے ناز وادا کی طرف،ص۲۰
۵۹۔	عشق سے ہم کو نگاہ نہیں کچھ ہائے زیان جان کی طرف	ورنہ یہی دیکھا کرتے ہیں اپنے سود و زیان کی طرف،ص۱۲
۶۰۔	آج ہمارا سر پھرتا ہے باتیں چیتیں سب موقوف	حرف و سخن بایک دیگر تھے سو تو ہوا ہے اب موقوف،ص۱۲
۶۱۔	قہر قیامت غایت آفت فتنہ فساد بلاہے عشق	عشق اللہ صیاداُنھیں کہیو جن لوگوں نے کیا ہے عشق،ص۱۲
۶۲۔	ارض و سما میں عشق ہے ساری چاروں اور پھراہے عشق	ہم ہیں جناب عشق کے بندے نزدیک اپنے خدا ہے عشق،ص۲۲
۶۳۔	دل کی تڑپ نے ہلاک کیاہے دھڑکے نے اس کی اڑائی	خشک ہوا خون اشک کے بدلے رنگ ریگ رواں سے آئی خاک،ص۲۲
۶۴۔	وہ نہیں ملتا ایک کسو سے مرتے ہیں اودھر جاجا لوگ	یعنی ضائع اپنے تئیں کرتے ہیں اس بن کیا کیا لوگ،ص۲۲
۶۵۔	رات کی بات کہیں ہم کس سے بے تہ یاں اکثر ہیں لوگ	سرگرم بے راہ روی میں خود گم بے رہبر ہیں لوگ،ص۲۳
۶۶۔	دل دل لوگ کہا کرتے ہیں تم نے جانا کیا ہے دل	چشم بصیرت وا ہوئے تو عجائب دید کی جا ہے دل،ص۲۳

۶۷۔ رنگارنگ چمن میں اب کے موسم گل میں آئے گل / ہم تو اس بن داغ ہی تھے سو اور بھی جل کر کھائے گل،ص۲۳
۶۸۔ ہاتھ رکھیں تو دل نہیں رہتا بے تابی سے بے جان ہے دل / پاؤں میری چھاتی پر رکھ چل شاید یہاں ہے دل،ص ۲۴
۶۹۔ عشق کی چوٹیں پے در پے جو اٹھائی گئیں گھائل ہے دل / یوں بے دم ہے اب پہلو میں جوں سینۂ بسمل ہے دل،ص۲۴
۷۰۔ شاید ہم سے ضد رکھتے ہو آتے نہیں ٹک ایدھر تم / سب سے گلی کوچوں میں ملو ہو پھرتے رہو ہو گھر گھر تم،ص۲۴
۷۱۔ ظلم ہوئے کیا کیا ہم پر صبر کیا ہے کیا کیا ہم / آن لگے ہیں گور کنارے اس کی گلی میں جاجا ہم،ص۲۵
۷۲۔ عشق بتوں سے اب نکریں گے عہد کیا ہے خدا سے ہم / آجاویں جو وہ ہرجائی تو بھی نجاویں جا سے ہم،ص۲۵
۷۳۔ چاہیے یوں تھا بگڑی صحبت اپنی آکے بناتے ہم / رحلت کرنے سے آگے ایک دن دیکھتے مجھ کو آکے تم،ص۲۵
۷۴۔ صبر بہت تھا ایک سمے میں جاسے اپنی نجاتے ہم / کس کس ناز سے وہ آتے پر آنکھ نہ ان سے ملاتے ہم،ص۲۶
۷۵۔ عشق ہمارے درپے جاں ہے آئے اپنے گھر سے نکل کر ہم / سر پر دیکھا یہی فلک ہے جاویں کیدھر چل کر ہم،ص۲۶
۷۶۔ ڈول لگائے بہتیرے پرڈھب پر کبھو نہیں آتے تم / آنا یکسو کب دیکھو ہو ایدھر آتے جاتے تم،ص۲۶
۷۷۔ چاہ چھپی بے پردہ ہوئے اب یارب کیدھر جاویں ہم / کاش اجل بے وقت ہی پہنچے ایک طرف مر جاویں ہم،ص۲۷
۷۸۔ ہم تو یہی کہتے تھے ہمیشہ دل کو کہیں نہ لگاؤ تم / کیا کہیے نہ ہماری سنی اب بیٹھے رنج اٹھاؤ تم،ص۲۷
۷۹۔ ہم نہ کہا کرتے تھے تم سے دل نہ کسو سے لگاؤ تم / جی دینا پڑتا ہے اس میں ایسا نہ ہو پچھتاؤ تم،ص۲۸
۸۰۔ عشق نے خوار و ذلیل کیا ہم سر کو بکھیرے پھرتے ہیں / سوز و درد و داغ الم سب جی کو گھیرے پھرتے ہیں،ص۲۸
۸۱۔ ظلم و ستم کیا جور و جفا کیا جو کچھ کہیے اٹھاتا ہوں / کھینچ کے جاتا ہوں رہتا نہیں دل پھر آتا ہوں،ص۲۸
۸۲۔ تیغ کی نوبت کب پہنچی ہے اپنی جن کی غارت میں / عاشق زار کو مار رکھے ہے ایک ابرو کی اشارت میں،ص۲۹
۸۳۔ جو جو ظلم کیے ہیں تم نے سو سو ہم نے اٹھائے ہیں / داغ جگر نہ جلائے ہیں چھاتی پہ جراحت کھائے ہیں،ص۲۹
۸۴۔ ضعف دماغ سے کیا پوچھو ہو اب تو ہم میں حال نہیں / اتنا ہے کہ طپش سے دل کی سر پر وہ دھمال نہیں،ص۳۰
۸۵۔ دل کے گئے بے دل کہلائے آگے دیکھیے کیا کیا ہوں / محزوں ہوویں مفتون ہوویں مجنوں ہوویں رسوا ہوں،ص۳۰
۸۶۔ صبح ہوئی گلذار کے طائر دل کو اپنے تولے ہیں / یاد میں اس خود رو گل تر کی کیسی کیسی بولے ہیں،ص۳۱
۸۷۔ دل کی کیا تقصیر نہیں ہے آنکھیں اس سے جا لڑیاں / اور کہا سو ان نے مجکو کس ظالم سے جا بھڑیاں،ص۳۱
۸۸۔ جی مارا بے تابیِ دل نے اب کچھ اچھا ڈھنگ نہیں / رنگ طپیدن کی شوخی سے منہ پر میرے رنگ نہیں،ص۳۱
۸۹۔ داغ فراق سے کیا پوچھو ہو آگ لگائی سینے میں / چھاتی سے وہ مہ نہ لگا ٹک آکر اس بھی مہینے میں،ص۳۲
۹۰۔ عالم علم میں ایک تھے ہم حیف کہ ان کو گیان نہیں / اب کہتے ہیں خلطہ کیسا جان پہچان نہیں،ص۳۲
۹۱۔ یوں ناکام رہیں گے کب تک جی میں ہے ایک کام کریں / رسوا ہو کر مارے جاویں اس کو بھی بدنام کریں،ص ۳۳
۹۲۔ پلکیں پھری ہیں کھنچی بھویں ہیں ترچھی تیکھی نگاہیں ہیں / اس اوباش کی سادگی دیکھو شوخی سے ہم چاہیں ہیں،ص۳۳

۹۳۔ صبر کیا ہے برسوں ہم نے رات سے مطابقت سے ہے روز گزارے کب تک ہوگی اب کچھ ہم رخصت سے ہیں،ص۳۳
۹۴۔ دل جلتے کچھ بن نہیں آتی حال بگڑتے جاتے ہیں جیسے چراغ آخر شب ہم لوگ نبڑتے جاتے ہیں،ص۳۴
۹۵۔ حاکم شہر حسن کے ظالم کیوں کہ ستم ایجاد نہیں خون کسو کا کوئی کرے وہاں داد نہیں فریاد نہیں،ص۳۴
۹۶۔ عشق نے ہم کو مار رکھا ہے جی میں اپنے تاب نہیں دل کو خیال صبر نہیں آنکھوں کو سیلِ خواب نہیں،ص۳۴
۹۷۔ ہم سے تو تم کو ضد سی پڑی ہے خواہ نہ خواہ رلاتے ہو آنکھ اٹھاکر جب دیکھیں ہمیں اوروں میں ہنستے جاتے ہو،ص۳۵
۹۸۔ مت پوچھو کچھ اپنی باتیں کہیے تو تم کو ندامت ہو قد قامت یہ کچھ ہے تمھارا لیکن قہر و قیامت ہو،ص۳۵
۹۹۔ قتل کیے پر غصہ کیاہے نعش ہماری اٹھانے دو ہم تو جان سے جاہی چلے ہیں آؤ تم ہی جانے دو،ص۳۶
۱۰۰۔ گردش میں وہ مست آنکھیں ہیں جیسے بھرے پیمانے دو دانت سنا ہے جھمکے ہیں اس کے موتی کے سے دانے دو،ص۳۶
۱۰۱۔ آج ہمارا جی بے کل ہے تم ہی غفلت مت کریو دل پر کہے جوہاتھ رکھے تو سماجت ان گت مت کریو،ص۳۷
۱۰۲۔ نازکی یہ ہے کوئی کسک ہے جی کاہے کوگھبراتے آتے ہوتمکین سے ایسے جیسے کہیں کو جاتے ہو،ص۳۷
۱۰۳۔ کام کیے ہیں شوق نے ضائع صبر نہ آیا یاروں کو ماررکھا بے تابیِ دل نے ہم سب غم کے ماروں کو،ص۳۸
۱۰۴۔ جی کی لاگ بلاے کوئی دل جینے سے اٹھا بیٹھو ہوکے فقیر گلی میں کسو کی رنج اوٹھا وَ جابیٹھو،ص۳۸
۱۰۵۔ عاشق ہو تو اپنے تئیں دیوانہ سب میں بناتے رہو چکر مارو مارو جیسے بگولا خاک اوڑاتے آتے رہو،ص۳۸
۱۰۶۔ دل لگتے کی چوٹ پڑی ہے اس صدمے سے بارے سعی و کشش کوشش سے دل کو اپنی بچاتے رہو،ص۳۹
۱۰۷۔ کیا کچھ ہم سے ضد ہے تم کو بات ہماری اوڑا دو ہو لک پڑتے ہیں ہم تم سے تو تم اوروں کو ٹکادو ہو،ص۳۹
۱۰۸۔ بات کہوں کیا چپکے چپکے دیکھو ہو آئینے کو دیکھتے ہو تو دیکھو ہمارے جلتے توے سے سینے کو،ص۳۹
۱۰۹۔ موسم گل آیاہے یارو کچھ میری تدبیر کرو یعنی سایۂ سرو گل میں اب مجھ کو زنجیر کرو،ص۴۰
۱۱۰۔ کیوں کر مجھ کو نامہ نخط ہر حرف پہ پیچ و تاب نہ ہو سوسو قاصد جان سے جاویں ایک کو اودھر سے جواب نہ ہو،ص۴۰
۱۱۱۔ تم کو کیسی لاگ لگی ہے روتے ہیں تو ہنستے ہو ہم نے کمر کو کھول رکھا ہے اپنی کمر تم کستے ہو،ص۴۱
۱۱۲۔ ہائے ستم ناچار معیشت کرنی پڑی ہر خار کے ساتھ جان عزیز گئی ہوتی کاش اب کے سال بہار کے ساتھ،ص۴۱
۱۱۳۔ جان چلی جاتی ہے ہماری اس کی اور نظر کے ساتھ یعنی چشم شوق لگی رہتی ہے شگاف در کے ساتھ،ص۴۲
۱۱۴۔ ایک ہمیں تم ہم فقرا سے اکثر صحبت رکھتے تھے اور نہ تھی توفیق تمھیں تو بوسہ کی ہمت رکھتے تھے،ص۴۲
۱۱۵۔ کیا کیا بیٹھے ٹکر ٹکر تم پر ہم تم سے بتائے گئے جن کی باتیں اٹھائی گئے سرکار میں وہیں آئے گئے،ص۴۳
۱۱۶۔ غیر نے ہم کو ذبح کیا نہ طاقت ہے نہ یارا ہے اس کسی نے دلیری کرکے صید حرم کو تاڑا ہے،ص۴۳
۱۱۷۔ رات کو تھا کعبے میں میں بھی شیخ حرم سے لڑائی ہوئی سخت کدورت بیچ میں آئی صبح تلک نہ صفائی ہوئی،ص۴۳
۱۱۸۔ دل میں درد جگر میں طپیدن سر میں سوز آشفتہ دماغ کیاکیا رنج اٹھائے گئے ہیں جب سے ان سے جدائی ہوئی،ص۴۴

۱۱۹۔ کیا کہیے کچھ بن نہیں آتی جنگل جنگل ہو آئے / چھانہہ میں جاکے پھولوں کی ہم عشق و جنوں کو رو آئے،ص۴۴

۱۲۰۔ اوس کے رنگ میں شاید اور کھلا ہے پھول کوئی / شور طیور اٹھا ہے ایسا جیسے اٹھا ہے سول کوئی،ص۴۵

۱۲۱۔ کیسے کیسے روٹھے پھرے تم پر ہم تم کو منائے گئے / عاجز ہوکر آئے گئے پھر کیا کیا رنج اٹھائے گئے،ص۴۵

۱۲۲۔ پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے / جانے نجانے گل ہی نجانے باغ تو سارا جانے ہے،ص۴۶

۱۲۳۔ عالم عالم عشق و جنوں ہے دنیا دنیا تہمت ہے / دریا دریا روتا ہوں میں صحرا صحرا وحشت ہے،ص۴۶

۱۲۴۔ عشق سو جان جلی ہے الفت تھی یا کلفت ہے / کوئی کسی سب اعضا یہ محنت تھی یا محبت ہے،ص۴۷

۱۲۵۔ یاری کہے جو چاہے کسو سے غم ہی یاری میں ہے / بے موقع یاں آہ و فغاں ہے بے اثری زاری میں ہے،ص۴۷

۱۲۶۔ دل ہی بھرا رہتا ہے میرا جی روندھا کچھ جاتا ہے / کیا جانوں میں روؤں گا کیسا دریا چھیڑتا آتاہے،ص۴۷

۱۲۷۔ اس مغرور کو کیا ہوتا ہے حال شکستہ دکھائی دے / جس کو ہوئے نہ ہرگز جس کی بیماری جائے ہے،ص۴۷

۱۲۸۔ عہد جنوں میں موسم گل کا اور شگوفہ لایا ہے / ابر بہاری وادی سے اٹھ کر آباد آیا ہے،ص۴۷

۱۲۹۔ دل کی لاگ بری ہوتی ہے تک جائے ہے / آئی بیٹھی اوتر بیٹھی بے تاب ہوئی بہر گئی ہے،ص۴۹

۱۳۰۔ ظلم سہے ہیں داغ ہوئے ہیں رنج اٹھے ہیں درد کھنچے / اب وہ دل میں تاب نہیں جو لب تک آہ سرد کھینچے،ص۴۹

۱۳۱۔ عشق اگر ہے مرد میداں مرد کوئی عرصے میں لائیے / یکسر جو نامرد کب تک پائیں اٹھائیے،ص۴۹

۱۳۲۔ ہائے جوانی وصل سے اس کی کیا کیا لذت پائی ہے / بوسہٴ کنج لب سے اپنی ذائقے بنائی ہے،ص۵۰

۱۳۳۔ بات ہماری یاد رہے دل بھولا بھولا جاتا ہے / وحشت پر جب آتاہے تو جیسے بگولا جاتا ہے،ص۵۰

۱۳۴۔ کبھی سعی و کوشش سے ہم کعبہ گئے انجانی سے / اوس گھر میں ہی کوئی نہ تھا شرمندہ ہوئے ہم جانی سے،ص۵۰

۱۳۵۔ اس تک کوشش سے بھی نہ پہنچے جان سے سارے گئے / عاشق اس کے قد قامت کے بالا بالا مارے گئے،ص۵۱

۱۳۶۔ شور کیا جو اس کی گلی میں رات کو ہیں سب جان گئے / آہ و فغاں کے طور سے میری لوگ مجھے پہچان گئے،ص۵۱

۱۳۷۔ آگ لگے ہے ساری تب سے ہے / طاقت جن کی تمام ہوئی ہے دل کی جان کو تب سے ہے،ص۵۱

۱۳۸۔ کیسے نحس دنوں میں یارب میں نے اس سے محبت کی / دھوم رہی ہے سر پر میرے رنج وعتاب و کلفت کی،ص۵۲

۱۳۹۔ کیسے ناز و تحیر سے ہم اپنے یار کو دیکھا ہے / نو گل جیسے جلوہ کرے اس رشک بہار کو دیکھا ہے،ص۵۲

۱۴۰۔ دیکھیے کیا ہو سانجھ تلک احوال ہمارا ابتر ہے / دل اپنا بجھتاجارہاہے جان چراغ مضطر ہے،ص۵۳

۱۴۱۔ میں تو تنگ صبری سے رہ نہیں سکتا اک دم بھی / ناز و غرور بہت ہے اس کا لطف نہیں ہے کم کم بھی،ص۵۳

۱۴۲۔ پھرایا گلیوں گلیوں سر مارے دیواروں سے / کیا کیا ان نے سلوک کیے ہیں شہر کے عزت داروں سے،ص۵۴

۱۴۳۔ لطف ہے کیا کیا انواع ستم اس کے جو کوئی بیان کرے / گوش زد ایک دن ہوئے لطفی سے زبان کرے،ص۵۴

۱۴۴۔ حال نہیں مطلق شور و فغاں رسوائی ہے / یار گیا مجلس سے دیکھیں کس کس کی اب آئی ہے،ص۵۴

۱۴۵۔ دیر سے ہم کو بھول گئے ہویاد کرو تو بہتر ہے	غم حرماں کا کب تک کھینچیں شاد کرو تو بہتر ہے،ص۵۵
۱۴۶۔ ۔چلتے ہوتو چمن کو چلیے کہتے ہیں کہ بہاراں ہے	پات ہرے ہیں پھول کھلے ہیں کم کم بادو باراں ہے،ص ۵۵
۱۴۷۔ کب وعدے کی رات یہ آئی جو اس میں نہ لڑائی ہوئی	آخر اس اوباش نے ماراکب رہتی ہے آئی ہوئی،ص۵۶
۱۴۸۔ عشق میں کھوئے جاوگے تب بات کی تہہ کو پاؤگے	قدر ہماری کچھ جانو کیا دل کو کہیں چونکاؤگے،ص۵۶
۱۴۹۔ حال رہاہو ہم میں کچھ تو حال کسو سے کہا جاوے	آن رہی ہے آج دموں پر کل تک کیوں کر رہاجاوے،ص۵۶

حوالہ جات:

۱۔ *مرتبہ: مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد، ۱۹۲۸ء*

۲۔ *"فیضِ میر" (مرتبہ: مسعود حسن رضوی ادیب، نسیم بک ڈپو لکھنؤ، سن ندارد۔*

۳۔ *مرتبہ: حبیب الرحمٰن خاں شیروانی، نظامی پریس، بدایون، ۱۹۲۲ء*

۴۔ *الوئس اشپرنگر، A Catalogue of the Arabic, Persian and Hindustani Manuscripts of the Libraries of The Kings of Oudh، کلکتہ، ۱۸۵۴ء، ص ۱۷۴*

۵۔ *بحوالہ: A Cataologue of Persian Manuscripts in the Library of International Institute of Islamic Civilization and Thought، مرتبہ حاجی علی بن حاجی محمد، مطبوعہ انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سویلائزیشن اینڈ تھوٹ لائبریری، ۱۹۹۴ء، ص ۱۸*

۶۔ *مشمولہ: معین الدین عقیل، "مسلم ہندوستان: ادب، تاریخ اور تہذیب"، شائع کردہ سنگ ِمیل پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۲۵۔۱۴۶؛ یہ مقالہ اولاً مجلہ "معیار"، شمارہ ۲، ۲۰۰۹ء، ص ص۱۸۹۔۲۱۲؛ کلیہ ئ زبان و ادب، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباداور پھر: مجلہ "اردوادب"، دہلی، انجمن ترقی اردوہند، جنوری تا مارچ، ۲۰۲۰ء، ص ص ۴۰۔۶۱*

۷۔ *Catalogue of Urdu Manuscripts in the Library of the International Institute of Islamic Thought and Civilization، مرتبہ: حاجی علی بن حاجی احمد، شائع کردہ: انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سویلائزیشن اینڈ تھوٹ لائبریری، ۱۹۹۴ء، ص ۱۸لائبریری، ۱۹۹۴ء*

☆☆☆☆☆